جلد ۲۰ | قادیان دارالامان ۲۱ر اگست ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۷

حضرت خلیفۃ المسیح کی تشریف آوری کے برکات

جیساکہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کیا گیا تھا ۱۷ر اگست کی شام کو قبل نماز عشاء حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنے خدام سمیت دارالامان میں رونق افروز ہوئے۔ قادیان سے باہر پہلے نشان میل کے قریب جماعت قادیان نے اپنے امیر کے ساتھ حضور کا استقبال کیا۔ حضرت نے پہلے ہی سے لکھ بھیجا تھا کہ لوگ اس سے آگے نہ آئیں۔ ورنہ بہت سے احباب بٹالہ سٹیشن پر جانے کو تیار تھے۔ اور اکثر نہر تک جاتے۔ بہرحال مصافحہ کے لئے ایک لمبی قطار خدام کی کھڑی تھی۔ حضرت ام المومنین بھی اپنے

محمود

کو لینے کے لئے باہر تشریف لائیں۔ حضرت ام المومنین سے مل کر حضور نے اپنے خدام سے ملاقات فرمائی اور سب سے مصافحہ کیا اس کے بعد شہر میں داخل ہوگئے

جو لوگ بھی موجود تھے اُن کے لئے آج کا دن یوم العید سے کم نہ تھا۔ مغرب کی نماز اسی میدان میں پڑھی گئی۔ اور بعد مغرب تمام جماعت انتظار میں کھڑی رہی۔ دل ایک جوش اور ذوق سے لبریز تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کو ایک دوست نے اپنی محبت اور ذوق میں ایک خط لکھا تھا۔ کہ تمہارے باپ کے لئے تو خدا تعالیٰ یہاں ہی سرد ہواؤں کا سامان کر دیتا تھا اس کا مفہوم گویا یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود گرمیوں میں پہاڑ پر نہ جاتے تھے۔ دارالامان میں ہی ٹھنڈی ہوائیں چلتیں اور بارش بھی ہوتی۔

اسکی غرض اور غایت یہ تھی کہ محمود القوم قادیان میں آجاوے۔ یہ ایک سرسری بات تھی اسی سال امساک باران کا جو رنگ اب کے ہے وہ ایک ظاہر بات ہے۔ تمام ملک میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے ایک قیامت برپا ہے۔ قادیان بھی اس سے مستثنیٰ نہ تھی مگر خدا کی قدرت دیکھو ۱۷ر کی شام کو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کا جانشین اولوالعزم قادیان

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پروپرائٹر و پبلشر شائع ہوا۔

وارد ہوتا ہے۔ اسی رات آسمان پر بادلوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ان منکروں کو جھٹلانے کے لئے جو کہتے تھے مان سون نہیں ہے ۱۹ کو باران رحمت کا نزول ہو جاتا ہے۔ اسوقت جبکہ میں یہ نوٹ لکھ رہا ہوں نہایت اطمینان سے زوردار بارش کا نظارہ میرے سامنے ہے حضرت خلیفۃ المسیح کی روانگی از قادیان کا نظارہ بھی میں نے دکھایا تھا اور بتایا تھا کہ کس طرح پر ایک ساوی نشان ظاہر ہوا تھا آج اس کی واپسی پر خطرناک امساک باران کے وقت یہ نشان قادیان والوں کے لئے کم از کم ایک حجت ہے یہ رحمت اور برکت کا نشان ہے اور یہ اسکی آمد کے برکات میں سے پہلی بات ہے میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کو جہاں اپنی غفلتوں اور کمزوریوں کا نتیجہ سمجھا ہے وہاں ہمیشہ ظاہر کیا ہے کہ اس کے بعد بڑے برکات آنے والے ہیں۔ کیوں؟

ھر بلا کیں قوم را حق دادہ است

زیر آں گنجِ کرم بنہادہ است

حضرت خلیفۃ المسیح کے آنے کے ساتھ امساک باران رحمت الٰہی کے نزول سے تبدیل ہو گئی ہے اگر ہم اس فضل الٰہی کا عملی شکر ادا کریں گے تو بہت سے انعام اس کے بعد آنے والے ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل اس انعام پر تفصیل سے لکھوں مگر میں نے دیکھا کہ ایک ایک قطرہ جو اس وقت گر رہا ہے۔ وہ لا انتہا انعامات اپنے اندر رکھتا ہے پھر میں کیا بسط سے لکھ سکتا ہوں۔ بہتر ہے قلم رکھ دوں۔ مگر احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ یاد رکھیں کہ بڑے بڑے انعامات کا وقت آتا ہے اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔

حیاتِ ملّی کے اسباب

(نمبر اوّل)

مسیح موعودؑ کی تحریک احیاء ملت کا امتیاز

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اس موضوع پر ایک سلسلہ مضامین لکھنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے میں اسے شروع کرتا ہوں اور اسی سے دعا کرتا ہوں کہ

آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا

احیاء ملت اور اصلاح امت کی صدا پہلی صدا نہیں جو الحکم کے کالموں میں بلند ہوتی ہے بلکہ قرون ثلٰثہ کے بعد فیج اعوج کی ہزار سالہ موت کی مدت دراز نے دنیاء اسلام کے ہر حصہ اور ہر طبقہ میں اسکی ضرورت پر فریادی کی ہے اور مختلف طریقوں اور تدبیروں سے گوہر مقصود پانا چاہا لیکن وہ اس سے محض ناواقف ہے کہ

احیاء ملت کیونکر ہوا کرتا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے پہلے مختلف انجمنوں کا قائم ہونا مدارس کا اجرا اور انحطاط و تنزل قوم کے اسباب کی تلاش میں عام سرگردانی بتا رہی تھی کہ مرض کا احساس تو ہو گیا ہے مگر تشخیص اور علاج سے غفلت ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر بتایا کہ

وہ گوہر مراد جو تمہارا قبلہ تلاش و جستجو ہے میں ہوں

اور جسقدر تحریکیں ملک میں احیاء امت و تجدید ملت کی جاری ہیں وہ مرض کا اصل علاج نہیں چنانچہ اس نے اعلان کیا کہ

"صرف اسمی اور رسمی اسلام پر ناز مت کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہیں تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس سے کی جاتی ہیں یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں۔ مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں"۔

اس لئے اس نے احیاء امت و تجدید ملت کے مقصد حقیقی کے حاصل کرنے کے لئے وہ طریق اختیار کیا کہ جو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبیوں کی دائمی سنت ہے۔ وہ رسمی اور مروجہ طریقوں سے جو انسانوں کی دماغی جد و جہد کے نتائج تھے الگ ہو گیا اور جبکہ دنیا کے آمال و آمانی کے لئے ایک جنگ جاری تھی اس نے اپنے پیچھے آنیوالوں کو پکار کر کہا کہ

دین کو دنیا پر مقدم رکھو

بظاہر جو شخص دنیا میں رہتا ہو اور دنیا کی ترقیات میں اس سعی و تدبیر کو جو

حصول دنیا کی خاطر جاری دیکھتا ہو وہ اس تدبیر کو ہلاک کرنے والی تدبیر کہیگا۔ مگر اصل یہی راہ گوہر مراد کے حصول کی راہ تھی +

کیونکہ وہ یقیناً خدا تعالیٰ کی وحی سے جانتا تھا کہ جب تک مسلمانوں کے اعتقادات و اعمال مذہبی کی اصلاح نہ ہو گی۔ اس وقت تک کوئی تدبیر اصلاح کارگر نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اپنے مقصد بعثت اور طریق احیاء ملت کو بار بار ایک ہی جملے میں دُہرایا

کہ دین کو دنیا پر مقدم کرو

خدا تعالیٰ کی تجلی خاص کی بشارت اور اس کی پیروی کی راہوں اور اسکی تائید کے طریقوں کی جو دعوت اس نے دی۔ اس میں صاف صاف کہا کہ

آسمانی نور کے اُترنے کی ضرورت ہے

اور بتایا کہ وہ نور میں ہوں۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپ کی دعوت احیاء ملت کے لئے

ایک آسمانی طریق ہے

اور اس دعوت میں اور دوسری دعوتوں میں جو انسانی تخیلات کا نتیجہ ہیں یہی فرق و امتیاز ہے کہ دوسری تحریکیں نجات کا راستہ محض ترقی علوم میں یا سیاست کے گورکھ دھندوں کے سلجھانے میں یا تہذیب و تمدن میں معروف قوموں کی تقلید میں تلاش کرتی ہیں مگر وہ پکار کر کہتا ہے کہ

یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و رسولہ ولا تولوا عنہ و انتم تسمعون

ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو۔ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اس کی طرف سے اعراض نہ کرو۔ اور تم اس کی بھیجی ہوئی آیتوں کو سُن رہے ہو +

پس جو فرق زمین و آسمان میں ہے وہی فرق دعوت مسیح موعود اور اس دعوت میں ہے جو اس وقت مسلمانوں نے احیاء ملت کے نام سے کی ہیں +

دوسرے الفاظ میں یہ کہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی دعوت الی الحق میں اسی طریق اور نصب العین کو مدنظر رکھتے تھے جو انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا ہوتا ہے جو قرآن مجید کی علت غائی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل اور اس مختصر کی تصریح یوں ہو سکتی ہے کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے تمام کاموں کی بنیاد محض تعلیم الٰہی پر ہو وہ اس کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے کہ ہمارا طریق عمل اور صراط مستقیم ان نقوش پا پر ہو جو بظاہر کسی ترقی یافتہ قوم کے دستور العمل کی نقالی ہو۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام اور آپ کی تحریروں سے بہت کچھ پیش کیا جا سکتا ہے مگر میں صرف ایک اقتباس پر اکتفا کرونگا۔ میری غرض اس سے یہ ظاہر کرنا ہے کہ آپ کی نظر آسمان پر ہی رہتی تھی اور آپ اپنے طریق عمل میں آسمانی ہدایت ہی کو قابل اتباع قرار دیتے تھے +

۲۶ جون ۱۹۰۵ء کو جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور جاپان میں تبلیغ سلسلہ کے سوال کو چھیڑا۔ اسوقت آریہ لوگ اپنے مبلغ وہاں بھیجنا چاہتے تھے اور یہی امر پیش کر کے جاپان مبلغ بھیجنے کا سوال خواجہ صاحب نے پیش کیا +

حضرت نے فرمایا آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی وہ قوم کو بڑھانا چاہتے ہیں اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو ان کی پیروی ہمارے لئے منحوس ہو گی اور ہمکو وحی کرنیوالے گویا وہی ٹھہرینگے اگر خدا تعالیٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھیگا تو خود ہم کو اطلاع دیگا۔ عوام میں امور پیش آمدہ کے واسطے استخارہ ہوتا ہے۔ اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں۔ جب تک پہلے سے خدا تعالیٰ کا منشاء نہ ہو۔ ہم کسی امر کی طرف توجہ کر ہی نہیں سکتے۔ ہمارا دارومدار خدا تعالیٰ کے حکم پر ہے۔ انسان کی اپنی کی ہوئی بات پر اکثر ناکامی ہی ہوتی ہے +

(باقی آئندہ)

ترکی میں اسیران جنگ

ترکی میں اسیران جنگ کی حالت کی متعلق گورنمنٹ آف انڈیا نے حال میں جو کمیونک شایع کیا ہے اس سے پایا جاتا ہی کہ قط العماد کے فتح ہونے سے پہلے ترکی میں ہندوستانی اسیران جنگ کی تعداد چنداں زیادہ نہ تھی لیکن جب اپریل ۱۹۱۶ء میں قط العماد مسخر ہو گیا اور برطانوی اور ہندی سپاہ کی کافی تعداد ٹرکی کے ہاتھ آئی۔ اس وقت انکے آرام و آسائش کا انتظام کرنا ضروری ہو گیا چنانچہ لنڈن میں ایک امدادی انجمن قائم کی گئی جس کے ذریعہ ان قیدیونکو سوئٹزرلینڈ۔ آسٹریا۔ اور بلغاریہ کی راہ سے پارسل وغیرہ بھیجے جاتے تھے۔ نیز قسطنطنیہ میں امریکن سفارتخانہ کی معرفت انکو سامان آسایش پہنچانے کا انتظام کیا گیا +

بیمار قیدیوں کے تبادلہ کے متعلق جنوری ۱۹۱۶ء میں ٹرکی کے ساتھ فیصلہ کیا گیا۔ جنوری ۱۹۱۶ء میں اسیران جنگ کی امدادی انجمن لنڈن میں قائم کی گئی۔ اس انجمن نے یہ بیڑہ اٹھایا کہ وہ ہر ایک سپاہی کیلئے ضروریات زندگی مہیا کریگی۔ بعدازاں معلوم ہوا کہ جو پارسل ٹرکی میں اسیران جنگ کے نام جاتے تھے وہ غیر معمولی توقف کے بعد ٹرکی میں پہنچتے تھے۔ گورنمنٹ آسٹریا ہفتوں تک ان پارسلونکو روک رکھتی تھی اور پھر گورنمنٹ ٹرکی انکو منزل مقصود تک نہ پہنچاتی تھی۔ جون ۱۹۱۸ء میں انجمن مذکور نے ایک غیر جانبدار جہاز میں سامان تعیش کا کافی ذخیرہ بھیجا لیکن بد قسمتی سے وہ جہاز اپنی منزل پر نہ پہنچ سکا +

امریکہ کے شریک جنگ ہونیسے پہلے یہ حالت رہی کہ امریکن قونصل متعینہ قسطنطنیہ و حلب ان اسیران جنگ کی امداد کرتے رہے۔ اور گورنمنٹ انگریزی کے اس مطلب کیلئے امریکن سفارتخانہ کے پاس کافی سرمایہ جمع کرا دیا لیکن جب امریکہ بھی جنگ میں مصروف ہو گیا تو اسیران جنگ کے مفاد ہالینڈ کے سفارتخانہ کے سپرد کیئے گئے۔ گورنمنٹ ٹرکی نے غیر جانبدار نمائندونکو نظر بندان جنگ کے پاس جانیکی اجازت نہیں دی ۱۹۱۷ء کے ماہ اگست میں انکی مصیبت ناک حالت یہانتک پہنچگئی کہ انگریزی گورنمنٹ نے انکی امداد کا انتظام براہ راست اپنے ہاتھ میں لینے کا فیصلہ کر لیا۔ قیدیوں کی تعداد ۱۵ ہزار سے متجاوز تھی لیکن انکے لئے ساڑھے چار لاکھ پونڈ سالانہ کی رقم منظور کی گئی +

امداد کا انتظام ہالینڈ کے وزیر متعینہ قسطنطنیہ کے سپرد کیا گیا۔ وزیر مذکور سامان آسائش خرید کر قیدخانوں تک پہنچاتا اور ہر ایک سپاہی کو کچھ نقدی بھی دیتا تھا۔ ساتھ ہی ہندوستانی سپاہیونکی امدادی کمیٹی لنڈنکو دوبارہ پارسل وغیرہ بھیجنے کی ہدایت کیگئی۔ وزیر مذکور خاص شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بہت سی تکالیف کے باوجود اپنے فرایض کو نہایت عمدگی و خوش اسلوبی سے سرانجام دیا +

متذکرہ بالا طریق سے اسیران جنگ کی امداد کی جاتی ہی لیکن ٹرکی کی موجودہ صورت حالات انکی کامیابی کیلئے ایک سد راہ ہی۔ برطانوی افسران کو ماہانہ تنخواہ دیجاتی ہی۔ ہندوستانی اور برطانوی سپاہیونکو نقدی دینے کا دستور اسلئے ہے کیونکہ پارسل وغیرہ دیر سے پہنچنے کی صورتمیں وہ ضروریات زندگی خود خرید سکتے ہیں۔ لیکن ٹرکی میں گرانی اشیا اس بات کی مقتضی ہی کہ پارسلونکے ذریعہ ضروری سامان آسائش بھیجا جائے اس رسل و پیام کا سلسلہ باقاعدہ کرنے کیلئے گورنمنٹ آسٹریا اور بلغاریہ سے خط و کتابت کیگئی لیکن اسکا تسلی بخش نتیجہ نہ نکلا۔ اسلئے مجبوراً ۱۹۱۷ء میں یہ تجویز ٹھہری کہ سوئٹزرلینڈ میں برطانوی اور ترکی نمائندونکی ایک کانفرنس منعقد کیجائے چنانچہ ۲۸ دسمبر ۱۹۱۷ء پایہ تخت سوئٹزرلینڈ برن میں ایک عہدنامہ مرتب ہوا جسکی رو سے قرار پایا۔ کہ غیر جانبدار نمائندے قید خانونکا معائنہ کرسکتے ہیں۔ بیمار قیدیوں اور فوجی عمر کے اندر یا اس سے زیادہ جو سویلین ہوں انکا تبادلہ ہو سکتا ہی اس کانفرنس میں خط و کتابت۔ سامان تعیش اور مزید طبی امداد کیلئے بھی انتظام کیا گیا۔ انگریزی گورنمنٹ نے فوراً اس عہدنامہ کو منظور کر لیا لیکن گورنمنٹ ٹرکی نے گذشتہ ماہ اپریل تک منظوری نہ دی تھی۔ اگر ٹرکی اپنے وعدہ پر قائم رہا۔ تو یقیناً ٹرکی میں برطانوی اور ہندوستانی اسیران جنگ کی حالت بدرجہا بہتر ہو جائیگی۔ ہماری طرف سے ترکی بیماروں کے واپس بھیجنے کا انتظام کیا جا رہا ہی۔ نیز ٹرکی میں ہم نے اپنے قیدیوں کو پہنچانیکی سامان آسائش بھیجنے کا انتظام کیا گیا ہے +

شذرات

ڈیلی نیوز کی حماقت

کلکتہ کے انڈین ڈیلی نیوز نے مسلم آزاری کی جو حرکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدس کی توہین کی صورت میں کی ہے اُس نے ہندوستان کی مسلم آبادی میں ایک لہر پیدا کی ہے۔ انڈین ڈیلی نیوز نے وقت کی نزاکت کی ذرا بھی پرواہ نہ کرکے اس عظیم الشان انسان کے روضہ کی توہین کی جس کے نام لینے پر اب بھی بعض بادشاہ اپنے تخت سے اُتر آتے ہیں اور کروڑوں انسان اسے اپنی زندگیوں کا آقا یقین کرتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی دانشمندی اور تدبر میں کوئی کلام نہیں کہ انہوں نے اس معاملہ پر نہایت سنجیدگی سے نوٹس لیا ہے اور ایسے موقعہ پر کوئی حرکت ایسی نہیں کی۔ جو گورنمنٹ کے لئے موجب تشویش ہوتی۔ یقین کامل ہے کہ گورنمنٹ بنگال اس معاملہ پر فوری نوٹس لیگی +

حق

پنجاب پبلسٹی کمیٹی نے حق کے نام سے جو ہفتہ وار اخبار جاری کیا ہے وہ اپنی عمدہ ترتیب اور کاغذ و سامان طباعت کی گرانی کے ایام میں نہایت عمدہ کاغذ پر خوبصورت چھاپے جانیکے لئے خاص طور پر مشہور ہے اور پھر قیمت نہایت ہی کم یعنے ۸ؔ سالانہ۔ خانصاحب عبدالعزیز صاحب جو اس اخبار کے ایڈیٹر ہیں وہ ایک کہنہ مشق جرنلسٹ ہیں۔ اس اخبار کی کامیابی میں (جہانتک ایڈیٹر کے نام کو دخل ہے) پورا یقین ہے اور اسکا کھلا کھلا ثبوت یہ ہے کہ ۲۰ ہزار تک چھپنے لگا۔ وہ وقت دور نہیں کہ یہ پہلا اخبار ہو جو ایک لاکھ چھپیگا +

آریہ مندر دھولپور کے متعلق آریہ سماج کی کوششیں جہانتک مذہبی حمیّت اور غیرت کا سوال ہے قابل قدر ہیں۔ گو انکا طرز عمل کسی قدر ناگوار ہو۔ ریاست دھولپور نے مندر گرا دیا۔ مہاراجہ صاحب نے اسکی بحالی کا وعدہ کیا اور بقول آریہ اخبارات اس کے خلاف وہاں ریاست کے مکانات بن رہے ہیں اسپر آریوں نے بزور اس مکان پر قبضہ کرلیا ہے اور خاموش مقابلہ کی تیاریاں شروع کردی ہیں۔ مہاراجہ دھولپور نے اگر کوئی وعدہ نہ بھی کیا ہوتا تو بھی ایک والی ریاست کی حیثیت میں اسکی شان سے بعید ہے کہ ایک مذہبی مقام پر قبضہ کرے۔ خواہ وہ کسی مذہب کا ہو +

المفید

مراد آباد سے ایک ماہواری میگزین۔ عربی اردو کا نکلنا شروع ہوا ہے مسلمانوں کیلئے موجب شرم ہے کہ وہ ایک رسالہ بھی عربی زبان کا ہندوستان میں جاری نہیں رکھ سکتے حقیقت میں تمام عربی مدارس اور انجمنوں کو اس رسالہ کو فی الواقع مفید بنانیکی کوشش کرنی چاہیئے عربی مسلمانوں کی مذہبی اور قومی زبان ہے اس میں ایک بھی عمدہ مجلہ ہندوستان میں نہ نکلے اور سنسکرت جسے مسلمان مردہ زبان کہتے ہیں اسکے رسالے اور اخبارات دن بدن ترقی کریں۔ اس رسالہ کو زندہ رکھنے اور مفید بنانے کیلئے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیئے +

ڈومیسٹک

نہایت مسرت سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہمارے مکرم بھائی منشی مہر محمد خان صاحب شہاب اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبار الفضل کے ہاں مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۱۸ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بیٹا پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو نیکی اور سعادت میں عمر دراز عطا فرمائے۔ وہ والدین کیلئے قرۃ العین ہو اور سلسلہ کا ایک سچا خادم ہو کر با اقبال ہو میں صدق دل سے اپنے مکرم ہم عصر کو مبارکباد دیتا ہوں +

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

ماموروں کی زندگی معمولی زندگی نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ انکی ہر حرکت وسکون ہر آن وادا اپنے اندر ایک بیش قیمت اخلاقی روحانی سبق رکھا کرتی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ کی مجید کتاب ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ نہ فرماتی۔ لیکن بہت ہی تھوڑے ہوتے ہیں وہ لوگ جو ایک باریک نظر اور قلب سلیم کے ساتھ مامور کی ہر حالت وادا کو دیکھنے کے عادی ہوں ۔ یہ جب ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ارادتاً میں رہنے کا فخر بخشا ہے۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک لایف پر غور کرنے اور اسے مرتب کرنے کا ایک جوش وشوق دے رکھا ہے۔ اور میرے اکثر احباب جانتے ہیں کہ میں اس پاک لائف کے مواد جمع کرتا رہتا ہوں۔ انہیں سے بعض باتیں آج اپنے ناظرین کو سنانی چاہتا ہوں ؛

دنیوی مقاصد پیش نظر نہیں

اعلیٰ حضرت کے منجانب اللہ ہونے کے دوسرے دلائل و براہین میں سے آپ کی عملی زندگی کا وہ حصہ بھی عجیب ہے جو آپ اندرون خانہ میں گذارتے ہیں۔ آؤ میں تمہیں آپکی ایک اندرون خانہ مجلس کے حالات سناؤں یہ وقت بالکل علیحدگی کا ہے جو انسانکی حالت پر پوری روشنی ڈالنے والا ہوتا ہے۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امتحان انٹرنس دیکر امرتسر سے واپس آئے ہیں۔ آپ کے متعلق سلسلہ کلام شروع ہوا۔ کسی نے کہا میاں صاحب بہت دبلے ہو گئے ہیں۔ دوسرے نے کہا۔ انکو اپنی کمزوریکا خیال کرکے سخت فکر لگی ہوئی ہے کہ ایسا نہ ہو فیل ہو جاؤں ؛

اس پر حضرت میاں صاحب سے کسی بہت ہی پیار کرنے والے نے کہا کہ آپ دعا کریں یہ پاس ہو جاویں۔ اسپر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ نے جو کچھ فرمایا وہ آب زر سے بھی لکھا جائے تو اسکی پوری قدر نہیں ہو سکتی۔ یہ فقرات آپ کی اندرونی حالت کا راز ظاہر کئے دیتے ہیں اور آپ کی پاک سیرۃ کو عیاں کرکے دکھاتے ہیں ؛

فرمایا ہمیں تو ایسی باتوں کی طرف توجہ کرنے سے کراہت پیدا ہوتی ہے ہم ایسی باتوں کے لئے دعا نہیں کرتے۔ ہم کو نہ نوکریوں کی ضرورت ہے اور نہ ہمارا یہ منشا ہے کہ امتحان اس غرض سے پاس کئے جاویں۔ ہاں اتنی بات ہے کہ یہ علوم متعارفہ میں کسی قدر دستگاہ پیدا کرلیں جو خدمت دین میں کام آئے۔ پاس فیل سے تعلق نہیں اور نہ کوئی غرض ؛

ان فقرات پر غور کرو کہ کیا کسی دنیادار اور دنیا طلب کے منہ سے نکل سکتے ہیں ایسی حالت اور ایسے وقت میں جبکہ وہ اپنی بیوی بچوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ مریدین اور مخلصین کی کوئی کثیر جماعت اس کے اردگرد نہیں ہے۔ اس سے بڑھکر آپ کی سچائی اور صدق دعوی پر کس دلیل کی ضرورت ہے کہ برخلاف ابناء دنیا کے جو اپنے بیٹوں کے لئے ایسی امتحانی منزلوں کے طے کرانے کے لئے کس قدر اضطراب اور قلق ظاہر کرتے ہیں اور اس کے لئے ہر قسم کے جائز و ناجائز وسائل تک کے استعمال کرنے سے بھی نہیں ڈرتے ؛

حضرت اقدس اپنے بیٹے کی نسبت اس رنگ کی دعا سے بھی کراہت کرتے ہیں۔ یہ واقعہ تو آپ کی زندگی میں آج سے بارہ تیرہ سال پیشتر کا ہے ممکن ہے کہ کوئی کم فہم اپنی بدنصیبی سے یہ کہہ اٹھے کہ اس وقت چونکہ مخلصین کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اور کسی قسم کی کوئی حاجت اور پروا نہیں تھی اس لئے ایسا فرمایا۔ لیکن میں ایک بہت ہی پرانا واقعہ ناظرین کو سناتا ہوں۔ جبکہ نہ یہ سلسلہ تھا اور نہ اس قدر خدام گرد و پیش موجود تھے بلکہ تنہائی کی زندگی آپ بسر کر رہے تھے اور گوشہ گمنامی میں اپنے محبوب و مولا سے راز و نیاز کی باتیں کیا کرتے تھے ؛

اس وقت جناب خان بہادر۔ مرزا سلطان احمد صاحب حال ای۔ اے سی گوجرانوالہ جو اعلیٰ حضرت کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ امتحان تحصیلداری میں شریک ہوئے۔ انہوں نے دعا کی درخواست کی۔ عصر کی نماز کا وقت تھا آپ وضو کر رہے تھے اسوقت

مرزا سلطان احمد کا عریضہ ملا۔ آپ نے وضو کر کے اُسے دیکھا اور نہایت نفرت اور کراہت کے ساتھ اسے چاک کر کے پھینکدیا اور فرمایا **میں ایسی باتوں کے لئے دعا نہیں کرتا مجھے ایسے امور کے لئے دعا کرنے سے نفرت آتی ہے۔** اس کے بعد معاً آپ کو الہام ہوا کہ **پاس ہوجائیگا** یہ خدا کا فضل تھا +

غرض جہاں تک آپ کی لائف میں نظر کرتے جاویں اس قسم کے ہزاروں واقعات ملینگے۔ **مخدوم الملۃ** حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ روایت فرماتے ہیں۔ کہ میاں محمود والا واقعہ سن کر میرے دل میں آپ کے منجانب اللہ ہونے کی نسبت اور بھی زیادہ مضبوط ایمان پیدا ہو گیا ہے اسلئے کہ جیسا میں ہر موقعہ پر دیکھتا ہوں اس موقعہ پر بھی وہی تجربہ سچا ثابت ہوا کہ حضرت اقدس کے پیش نظر دین اور اعلاء دین ہی ہے محض دنیا کی طرف نہ کبھی توجہ ہوئی ہے اور نہ کبھی متوجہ ہونا پسند کرتے ہیں چنانچہ ایک دن فرمایا کہ

جب کوئی شخص محض دنیا کے لئے درخواست کرتا ہے طبیعت میں بہت **کراہت** پیدا ہوتی ہے لیکن جب کسی کی درخواست خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے یا کوئی شخص کسی ابتلا میں محض دین کی خاطر مبتلا ہوتا ہے اور ستایا جاتا ہے اس وقت دعا کے لئے بے اختیار تحریک پیدا ہوتی ہے" +

اسوقت کسی کو کیا معلوم تھا۔ کہ **حضرت مسیح موعود علیہ السلام** کی سیرۃ کا یہہ واقعہ حضرت مرزا **بشیر الدین محمود احمد** صاحب کے لئے ایک پیشگوئی کا رنگ رکھیگا۔ حضرت میاں صاحب اس امتحان میں فیل ہوئے اور **خدا کے حضور کامیاب ہو گئے** +

خدا تعالیٰ نے تبلیغ و اشاعت دین کا آپ سے وہ کام لیا جو آج ہم سب دیکھ رہے ہیں اور خدا کا شکر اور اس کی حمد ہے کہ ہم اس کے خدام میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس اولوالعزم کے ارادوں میں برکت دے۔ آمین +

مدرسہ احمدیہ کے لئے وظائف کا سلسلہ

(137)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار میں مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے لئے وظایف کی تحریک کی گئی تھی۔ اس تحریک میں انجمنوں سے خطاب کیا گیا تھا۔ کہ اگر کم از کم بیس انجمنیں بیس وظائف دیں اور ۲۰ بزرگ اپنے بچوں کو اپنے خرچ پر مدرسہ احمدیہ میں دینی تعلیم کے لئے بھیجدیں تو **چالیس طالب علم** تیار ہو سکتے ہیں۔ **انجمنیں** تو میں نہیں جانتا اس کا کیا جواب دیں۔ وہ شاید اسے **صدا بصحرا** قرار دیں مگر **چودہری غلام حسین** صاحب سفید پوش نے (اللہ تعالیٰ انہیں بڑے برکات اور فضلوں کا وارث کرے) اس تحریک پر عمل کیا ہے اور ایک وظیفہ ایک **زمیندار یتیم** کے لئے دینا تجویز کیا ہے۔ ان وظائف مدرسہ احمدیہ کے لئے **دوسو روپیہ ماہوار** چاہیئے۔ ہو سکتا ہے اور یہ بڑی بات نہیں کہ **۱۹** بزرگ چودہری غلام حسین صاحب کی طرح ان وظائف کو اپنے ذمہ لیں۔ لیکن اگر یہ ممکن ہو تو **دوسو آدمی** ایک ایک روپیہ ماہوار دیکر بھی یہ تعداد پوری کر سکتے ہیں۔ جسوقت یہ تعداد پوری ہو جاوے تو **بیس طالب علموں** کو مقابلہ سے اس وظیفہ کے لئے منتخب کیا جائیگا اور یہ وہ طالب علم ہوں گے جو تبلیغ و اشاعت سلسلہ کے لئے ایک جوش رکھتے ہوں ان کے لئے قواعد اور شرائط بعد میں تجویز ہو سکتی ہیں۔ سر دست ضرورت ہے کہ یہ رقم ماہوار پوری ہو۔ میں نے خاص طور پر بعض احباب کو بھی تحریک کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ چاہے تو اس تحریک میں کامیابی ہو جائے +

مدرسہ احمدیہ سلسلہ کے اغراض اشاعت و تبلیغ کو پورا کرنے کے لئے زبردست ذریعہ ہے اور علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے پورا انتظام ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی جماعت کو اس مدرسہ کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے۔ مگر ابھی تک جس قدر توجہ چاہیئے نہیں ہے۔ زیادہ تعداد ایسے طلباء کی ہے جو وظیفہ لیکر تعلیم

پاتے ہیں۔ اور میری اس تحریک میں بھی گویا ۲۰ اور ظائف کا مطالبہ بھی قوم سے ہے جس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ میں اس قسم کی تعلیم کا زبردست حامی ہوں جو وظیفہ لیکر حاصل کی جاوے ایک حد تک شاید یہ بات صحیح ہو مگر حقیقت یہہ ہی کہ جو لوگ خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرینگے اور اسی **نصب العین** کو لیکر کھڑے ہوں گے۔ ہمارا فرض ہے کہ انہیں حصول **تعلیم** میں پورے فارغ البال بنا دیں۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو **دینی تعلیم** دیں اور اپنے خرچ پر دیں۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک انکے لئے بہت بڑے اجر ہیں اور جو کسی طرح پر یہ موقع نہیں پا سکتے وہ بھی اجر وظایف دیکر حاصل کر سکتے ہیں اُنکے وظیفوں سے جو طالب علم تیار ہو کر اشاعت سلسلہ و تبلیغ دین متین میں اپنی زندگی وقف کرینگے انکا محسنین کو جن کے وظیفہ سے انہوں نے یہ مقام پایا ہو گا خدا تعالیٰ کے حضور صدقہ جاریہ کے طور پر ایک مجاہد کی حیثیت میں ثواب ہو گا پس چند پیسوں سے تم وہ بات حاصل کر سکتے ہو جو **ایک مجاہد فی الدین** کو مل جاتی ہی +

اُٹھو کہ اس کے لئے ابھی وقت ہے وہ وقت دور نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے بڑی وسعت کے ساتھ سلسلہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کھولے جائیں گے تم دینا چاہو گے اور کوئی لینے والا نہو گا۔ مگر اس وقت تم سے مانگا جاتا ہے۔ اگر کوئی اعراض کریگا تو شاید اسے خدا کے حضور غفلت کے لئے جوابدہ ہونا پڑے لیکن جو ضرورت سلسلہ کا احساس کر کے اپنے سکوں کو قربان کرینگے وہ اس سے بہت زیادہ پائیں گے جو اس راہ میں خرچ کرینگے اور پھر اجر عظیم کے بھی وارث ہونگے یقیناً سمجھو کہ یہ تمہارے اموال میں کمی کا موجب نہو گا۔ بلکہ ایزادی اور برکت کا باعث ہو گا +

جو لوگ خدا کے دئے ہوئے میں سے تنہا وظیفہ دے سکیں جو دس روپیہ ماہوار کا ہو گا وہ بھی اس موقعہ کو ہاتھ سے ندیں اور جو پورا وظیفہ نہیں دے سکتے وہ جس قدر دے سکتے ہیں دیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور کم و بیش پر نظر نہیں بلکہ اخلاص منظور ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہی:-

ایکہ داری مقدرت ہم عزم تائیدات دیں
لطف کن ما را نظر بر اندک و بسیار نیست

جو صاحب اس کار خیر میں شریک ہونا چاہیں وہ خاکسار ایڈیٹر کو اطلاع دیں۔ یہ فہرست برابر شایع ہوتی رہیگی +

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تمام خاندان خدا کے فضل و کرم سے خوش و خرم ہی +

۲۔ حضرت نواب صاحب قبلہ کے مشکوئے معلہ میں ۱۵ راگست ۱۹۱۶ء کو دختر نیک اختر پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اسے والدین کیلئے قرۃ العین بنادے۔ وہ سعادت و خوشوقتی میں والدین کے زیر سایہ لمبی عمر پاوے۔ آمین +

۳۔ بارش کا سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح کی آمد کے ساتھ شروع ہو گیا ہی آج ۲۰ کو بھی آسمان پر بادل گھرے ہوئے ہیں اور بٹالہ کی طرف تو خوب ہی بارش ہو چکی ہی۔ یہاں بھی ترشح ہو رہا ہی

۴۔ الحکم کا چھاپنے والا اعلیٰ بیمار ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے برابر تین ہفتوں سے بمشکل ۸ صفحہ کا اخبار نکل رہا ہے +

مکتوبات احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ مکتوبات جو آپنے ایک نہایت ہی مخلص اور سلسلہ احمدیہ کے سرگرم فدائی اور معزز حضرت سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام لکھے۔ ایڈیٹر الحکم نے مرتب کئے ہیں۔ اگر سفر ڈلہوزی پیش نہ آجاتا تو اب تک شائع ہو جاتے۔ کاتب ختم کرنیوالا ہی۔ بہت جلد انشاء اللہ طبع ہو کر شایع ہونگے الحکم کے کتابی سائز پر اور عمدہ کاغذ پر طبع ہونگے